شاہد حسین رزاقی

تاثرات

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم مرحوم کی شخصیت میں کچھ ایسی دلکشی اور جاذبیت تھی، ان کے اوصافِ حمیدہ نے ان کو اس قدر ہر دلعزیز بنا دیا تھا، ادارہ کا ہر رکن ذاتی طور سے بھی ان سے اتنا زیادہ قریب تھا اور ذہنی و فکری اعتبار سے ہم سب ان سے اس حد تک متاثر ہوئے ہیں کہ ہمارے دلوں میں ان کی یاد ہمیشہ تازہ رہتی ہے اور ہم ان کی کمی کو ہر قدم پر محسوس کرتے ہیں۔ یوں تو یہ ادارہ اور "ثقافت" کا ہر شمارہ اپنے موسس کی یاد تازہ کرنے کے لیے کافی ہے اور اس کے لیے کوئی خاص نمبر نکالنے کی چنداں ضرورت نہیں معلوم ہوتی لیکن مرحوم سے اپنی عقیدت ظاہر کرنے اور ان کے متعلق مختلف ممالک کے ممتاز مفکروں کے تاثرات پیش کرنے کی غرض سے ہم نے یہ خصوصی شمارہ مرتب کیا ہے۔ اور ہم کوشش کریں گے کہ آئندہ بھی ثقافت میں وقتاً فوقتاً ایسے مضامین شائع ہوتے رہیں جو مرحوم کی شخصیت اور ذاتی اوصاف کے علاوہ ان کے افکار و نظریات اور علمی و دینی خدمات پر بھی روشنی ڈال سکیں۔

خلیفہ صاحب مرحوم کی زندگی کو تین اہم حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا دَور طالب علمی کا زمانہ ہے جو اسلامیہ ہائی اسکول سے شروع ہو کر ایم۔ اے۔ او کالج علیگڑھ اور سینٹ اسٹیفن کالج دہلی میں اعلیٰ تعلیم کی تکمیل پر ختم ہوا۔ اس زمانہ میں خلیفہ صاحب ایک ذہین طالب علم، سحر بیان مقرر اور خوش گو شاعر کی حیثیت سے دوسرے تمام طلباء سے ممتاز رہے جس کا اندازہ اس شمارہ میں خلیفہ صاحب کے بعض پرانے دوستوں کے مضامین سے ہو سکتا ہے۔ دوسرا دَور جامعہ عثمانیہ (حیدرآباد دکن) میں فلسفہ کی پروفیسری سے شروع ہوا اور تیس سال سے زیادہ جاری رہا۔ اسی زمانے میں خلیفہ صاحب جرمنی گئے اور ہائیڈل برگ یونیورسٹی سے فلسفہ میں پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری لی۔ یہ زمانہ علمی مصروفیات کے ساتھ ساتھ بڑے سکون و اطمینان اور دلچسپیوں کا دَور تھا اور خلیفہ صاحب بھی اس زمانہ کو اپنی زندگی کا خوشگوار ترین دَور کہا کرتے تھے۔ پیشِ نظر شمارہ میں اس دَور سے متعلق مضامین سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ زمانہ واقعی کس قدر قابلِ رشک تھا۔ خلیفہ صاحب کی زندگی کا تیسرا اور آخری دور پاکستان بننے کے بعد شروع ہوا اور یہ ادارہ ثقافتِ اسلامیہ کی ڈائرکٹری کا زمانہ ہے۔ مرحوم کے لیے یہ ادارہ ایک مقصدِ حیات کا درجہ رکھتا تھا اور زندگی کے آخری دس گیارہ سال انہوں نے اسی ادارہ کے لیے وقف کر دیئے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ ان کی زندگی کا اہم ترین

دور تھا۔ اسی زمانے میں ان کے قلم کے جوہر کھلے۔ اور انہوں نے ایسی کتابیں اور مقالے لکھے جو جدید مسلم افکار کی تاریخ میں ایک روشن ترین باب کی حیثیت رکھتے ہیں۔

خلیفہ صاحب مرحوم کا مقصد یہ تھا کہ اسلامی افکار کی از سر نو تشکیل کر کے اسلام کی اساسی قدروں اور عصری تقاضوں میں ہم آہنگی پیدا کی جائے۔ اور اسلام کے عالمگیر اور ترقی پذیر اصول ساری دنیا کے سامنے اس طرح پیش کیے جائیں کہ اسلام ایک ساکن و جامد مذہب کے بجائے ایک متحرک دین اور حیات بخش قوت ثابت ہو۔ اسی مقصد کو انہوں نے اپنی تحریروں میں ملحوظ رکھا اور اسی مقصد کے لیے انہوں نے اپنی سحر بیانی سے بھی پورا کام لیا۔ ان کی تحریر و تقریر دونوں کا مقصد صرف یہ تھا کہ اسلام کی حقیقی اور اعلیٰ تعبیریں پیش کریں۔ چنانچہ انہوں نے مختلف ممالک میں مذہبی اور علمی مباحثوں میں بھی حصہ لیا۔ اور امریکہ، لبنان، سیلون اور آسٹریلیا کے وسیع دورے کر کے اسلام کے بارے میں طرح طرح کی غلط فہمیاں دور کیں۔ ان دوروں کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ اہل کلیسا کی تنگ نظری اور صلیبی جنگوں کی وجہ سے مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ایک دوسرے کے مذہب کے بارے میں جو غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں وہ رفع کر دی جائیں تاکہ خدا پرست مذاہب باہم مفاہمت اور رواداری سے کام لیں اور مادیت اور الحاد کی قوتوں کا متحدہ طور پر مقابلہ کر سکیں۔ خلیفہ صاحب کو اپنے ان تمام مقاصد میں نمایاں کامیابی ہوئی۔ اور دنیا کے بعض نہایت ممتاز عالموں، مفکروں اور محققوں نے خلیفہ صاحب کے متعلق اپنے تاثرات میں ان کے علم و فضل، ان کی عظمت فکر اور ان کے مقصد کی صداقت کا جس طرح اعتراف کیا ہے وہ مرحوم کی زندگی کے اس دور کی اہمیت اور افادیت کا ایک بہترین ثبوت ہے۔ پیش نظر شمارہ میں یہ تاثرات یکجا کر دیے گئے ہیں اور مختلف مضامین کے مطالعے سے خلیفہ صاحب کی زندگی کے مختلف پہلو واضح طور پر سامنے آجاتے ہیں۔

اس شمارہ کے مضمون نگار

خلیفہ نمبر میں ان لوگوں کے مضامین اور تاثرات شائع کیے گئے ہیں جو خلیفہ صاحب سے ذاتی طور پر خوب واقف تھے۔ ان میں مرحوم کے قریبی رشتہ دار بھی ہیں اور پرانے دوست بھی اور وہ غیر ملکی احباب بھی جو امریکہ کے طویل دوروں، حمدون کی مسلم مسیحی مؤتمر، اور لاہور کی اسلامی مجلس مذاکرہ میں ان سے بخوبی واقف ہوئے۔ ان کا بہت مختصر سا تعارف درج ذیل ہے:

جناب اختر حسین صاحب ترقیات و اطلاعات کے وزیر ہیں۔ جب خلیفہ صاحب کا انتقال ہوا تو اختر حسین صاحب مغربی پاکستان کے گورنر تھے اور انہوں نے ادارہ کے نام یہ تعزیتی پیام ارسال فرمایا تھا۔

جناب حبیب الرحمٰن صاحب پاکستان کے وزیر تعلیم ہیں۔ انہوں نے خلیفہ صاحب کی وفات پر جن تاثرات کا اظہار فرمایا تھا

وہ شائع کیے جا رہے ہیں۔

جناب محمد ظفر اللہ خاں بین الاقوامی عدالت کے نائب صدر ہیں۔ پہلے پاکستان کے وزیر خارجہ تھے۔ خلیفہ صاحب مرحوم سے ان کی دوستی اس وقت ہوئی جب دونوں کالج میں پڑھتے تھے۔

ڈاکٹر فان گرون بام ایک نامور مورخ اور مصنف ہیں۔ کیلی فورنیا یونیورسٹی میں تاریخ کے پروفیسر اور نیر ایسٹ سنٹر کے ڈائرکٹر ہیں۔

ڈاکٹر ہرسٹ آر اینڈرسن امریکہ کے ایک ممتاز فاضل اور واشنگٹن کی امریکن یونیورسٹی کے صدر ہیں۔

ڈاکٹر جوزف شاخت ایک مشہور و معروف مستشرق اور نامور محقق ہیں۔ ہالینڈ کی لائڈن یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر ہیں۔

ڈاکٹر برنارڈ لیوس برطانیہ کے ایک مشہور تاریخ دان اور مصنف ہیں۔ لندن یونیورسٹی میں تاریخ کے پروفیسر ہیں۔

ڈاکٹر لوئی ماسینیو فرانس کے ایک ممتاز ترین فاضل ہیں۔ پیرس یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ مسلم مسیحی تعاون کمیٹی کی مرکزی عاملہ کے رکن ہیں۔

ڈاکٹر صادق رضا زادہ شفق ایران کے مشہور عالم فلسفی اور مصنف ہیں۔ تہران یونیورسٹی میں فلسفہ کے پروفیسر ہیں۔

ڈاکٹر ایرک بیتھمن واشنگٹن میں امریکن فرائنڈز آف دی مڈل ایسٹ کے تحقیقاتی شعبہ کے ڈائرکٹر اور مسلم مسیحی تعاون کمیٹی کی مستقل مجلس کے رکن ہیں۔

شیخ علی کاشف الغطاء عراق کے ایک سربرآوردہ عالم اور مجتہد ہیں۔ ہمدون کی موتمر میں خلیفہ صاحب کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔

ڈاکٹر عزیز۔ ایس عطیہ سالٹ لیک سٹی، امریکہ میں یوٹا یونیورسٹی کے شعبۂ لسانیات و ثقافتی مرکز میں سینئر پروفیسر ہیں۔

مسٹر فری لینڈ کے۔ ایبٹ ایک امریکی محقق ہیں جو ہندوستان و پاکستان میں اسلامی تحریکات کا مطالعہ کرنے کے لیے لاہور میں مقیم ہیں۔

پروفیسر رشید احمد صدیقی مسلم یونیورسٹی علیگڈھ میں اردو کے پروفیسر تھے۔ ایک ممتاز ترین ادبی شخصیت اور ملک گیر شہرت کے مالک ہیں۔

پروفیسر ایم۔ ایم شریف پاکستان کے ایک ممتاز فلسفی ہیں۔ علی گڈھ میں فلسفہ کے پروفیسر تھے۔ اب ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور کے ڈائرکٹر ہیں۔

پروفیسر قاضی محمد اسلم کراچی یونیورسٹی میں فلسفہ اور نفسیات کے پروفیسر ہیں۔

جناب عبد الرحمٰن چغتائی پاکستان کے نامور مصور ہیں۔ خلیفہ صاحب کے بچپن کے دوست اور ہم محلہ تھے۔

ڈاکٹر سید عبد اللہ پاکستان کے ایک ممتاز ترین فاضل اور مصنف ہیں۔ اورینٹل کالج لاہور کے پرنسپل ہیں۔

پروفیسر حمید احمد خاں اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل ہیں۔ خلیفہ صاحب کے شاگرد رہ چکے ہیں۔ ان کے یہ تاثرات ریڈیو پاکستان لاہور سے نشر کیے گئے تھے۔

جناب بشیر احمد ڈار ادارۂ ثقافت اسلامیہ کے رفیق، مجلۂ اقبال کے نائب مدیر اور مصنف ہیں۔

جناب ہارون خاں شروانی ہندوستان کے نامور تاریخ داں، محقق اور مصنف ہیں۔ عثمانیہ یونیورسٹی میں شعبۂ تاریخ

کے صدر اعلٰی نظام کالج حیدرآباد اور اینگلو عربک کالج دہلی کے پرنسپل تھے۔

ڈاکٹر یوسف حسین خاں مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے پرو وائس چانسلر ہیں۔ عثمانیہ یونیورسٹی میں شعبۂ تاریخ کے صدر تھے۔ اردو اور انگریزی میں متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔

ڈاکٹر انور اقبال قریشی پاکستان کے مشہور ماہر معاشیات ہیں۔ عثمانیہ یونیورسٹی میں شعبۂ معاشیات کے صدر تھے۔

ڈاکٹر عبدالحمید عرفانی ایران میں پاکستانی سفارت خانہ کے ثقافتی مشیر ہیں۔ تہران کے علمی و ادبی حلقوں میں بہت مقبول ہیں

بیگم خدیجہ حکیم خلیفہ صاحب مرحوم کی رفیقۂ حیات ہیں۔ اس شمارہ کے لیے اپنے نامور شوہر کے کچھ حالات قلمبند کیے ہیں۔

ڈاکٹر سکینہ کاظمی ایران کی ایک مشہور علم دوست اور روشن خیال خاتون ہیں جنہوں نے خلیفہ صاحب کی دعوت پر ۱۹۵۸ء میں مغربی پاکستان کا دورہ کیا تھا۔ ڈاکٹر کاظمی تہران کی پاکستان ایران ثقافتی انجمن کی بانی ہیں۔

بیگم رفیعہ حسن خلیفہ صاحب کی صاحبزادی ہیں۔ سندھ یونیورسٹی میں نفسیات کی پروفیسر ہیں۔

بیگم جہاں آرا شاہنواز پاکستان کی ایک نہایت ممتاز اور نامور خاتون ہیں جنہوں نے ملی تحریکوں اور معاشرتی اصلاح کے کاموں میں ہمیشہ نمایاں حصہ لیا ہے۔

جناب رئیس احمد جعفری ادارۂ ثقافت اسلامیہ کے رفیق اور ایک مشہور و معروف مصنف ہیں۔

پروفیسر شیخ محمود احمد آزاد کشمیر میں گورنمنٹ کالج راولاکوٹ کے پرنسپل ہیں۔

مولانا محمد حنیف ندوی ادارۂ ثقافت اسلامیہ کے رفیق اور ایک ممتاز عالم اور مصنف ہیں۔

پروفیسر مظہر الدین صدیقی پہلے ادارۂ ثقافت اسلامیہ سے وابستہ تھے۔ اب سندھ یونیورسٹی میں تاریخ کے پروفیسر ہیں متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔

مولانا محمد جعفر پھلواروی ادارۂ ثقافت اسلامیہ کے رفیق اور ایک روشن خیال عالم اور فقیہ ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید پنجاب یونیورسٹی میں صحافت کے پروفیسر اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

جناب محمد وارث کامل لاہور کے ایک صحافی اور مصنف ہیں۔

مذکورۂ بالا اصحاب میں سے ڈاکٹر گرونباوم، ڈاکٹر شاخت، ڈاکٹر مارسینو، ڈاکٹر لیوس اور ڈاکٹر شفق بین الاقوامی اسلامی مجلس مذاکرہ میں شرکت کے لیے دسمبر ۱۹۵۸ء میں لاہور بھی آئے تھے۔